TQ Lesson 194 Surah Shura Ayat 192-227 tafseer1

آپ تلاوت سنیں اور تلاوت سنتے ہوئے آپ دیکھیں کہ سورت الشعراء کا جو آخری سبق ہے جس میں سورت الشعراء ختم ہو رہی ہے، اس کا پچھلی آیتوں سے کیا تعلق ہے؟ کیونکہ یہ سورت شروع میں مقصد بیان کرتی ہے، درمیان میں بہت سے واقعات آئے اور اب آخر میں جو آیتیں ہیں، اس کا پھر شروع کی سورت سے تعلق قائم ہوتا ہے اور اس میں بھی ایک خاص پیغام ملتا ہے۔اللہ رب العزت فرماتے ہیں

آیت نمبر192۔ وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ

ترجمہ۔ یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے

اللہ نے جو تمام جہانوں کا رب ہے اس نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے تو یہاں پہ آپ دیکھئے کہ قوموں کے واقعات کے بعد یکبارگی قرآن مجید کا ذکر کیسے شروع ہو گیا اور اگر آپ کو یاد ہو تو سورت الشعراء کے آغاز میں آپ نے کیا پڑھا تھا **تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُبِينِ** یہ کتاب **ٱلْمُبِينِ** کی آیات ہیں کہ یہ سورت، اس سورت کی آیات یا پھر پورا قرآن یہ مبین ہے واضح ہے ظاہر ہے اس کی زبان بھی اس کے مضامین بھی اور اس کے دلائل بھی اور یہ کتاب قرآن مجید معجزہ ہے اور آپ دیکھ لیجئے کہ اہل مکہ کیا کرتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ ہم ایمان تب لائیں گے جب آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں یعنی کسی نشانی کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ رب العزت نے یہ بات بتائی کہ قرآن مجید اللہ کا معجزہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا اور اس کے ساتھ مختلف قوموں کے واقعات سنائے گئے اہل قریش کو 7 قوموں کے واقعات سنائے گئے اور ہر واقعہ سنا کر ان کے سامنے یہ پیغام رکھا گیا ان کے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ **إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةًۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ (8) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ (9)** اگر تم نشانیاں مانگتے ہو تو پچھلی قوموں نے جب نشانیاں مانگیں معجزات کا مطالبہ کیا ان کے جو اتنے مطالبات تھے اللہ تعالی نے جب وہ پورے کئے تو وہ ایمان نہ لائے اونٹنی کو آپ دیکھ لیجئے حضرت موسی علیہ السلام کے عصا کو، ید بیضا کو دیکھ لیجئے پھر آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ رب العزت نے اپنے نبیوں کو کیسے کیسے نوازا اور ان کی قوموں نے کیسے کیسے انکار کیا یہاں تک کہ پھر اللہ کے عذاب کا کوڑا ان پر برس کر رہا تو اہل مکہ ہوں یا پھر آج کے دور کے لوگ ہوں آج کی دنیا ہو، مسلمان ہوں یا غیر مسلمان اللہ تعالی سب کے سامنے نچوڑ کے طور پر جو بات رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر لوگوں نے ان قوموں کے واقعات سے سبق نہ لیا اگر لوگوں نے ان واقعات سے نصیحت حاصل نہ کی تو ان کا بھی انجام وہی ہوگا جو کہ پچھلی قوموں کا ہوا پھر آپ دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ کا دور کیسا دور تھا عرب تھےفصیح و بلیغ عربی زبان بولتے تھے اور اپنی عربی پر اور اپنی زبان پر ان کو بہت ناز تھا اور پھر وہ قرآن کا اور رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ رسول ﷺ کو کوئی آ کر یہ قرآن سکھا جاتا ہے یا آپ نے اس کو خود گھڑ لیا ہے تو اللہ تعالی نے بات کا آغاز ہی کیسے کیا۔ **وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** کہ بے شک اس قرآن کو نازل کیا ہے اتارا ہے اور **لَتَنزِيلُ** کے معنی ہوتے ہیں اہتمام کے ساتھ اتارنا، ترتیب کے ساتھ اتارنا ،تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا اور اس کی نسبت جو **أَنْزَلَ** ہوتا ہے اس کے معنی ہوتے ہیں یکبارگی کسی چیز کو اتار دینا تو لیلۃ القدر میں جس رات قرآن نازل کیا گیا تو آسمان سے دنیا کے آسمان پر تو وہ یکبارگی آیا اور اس کے بعد وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس تھوڑا تھوڑا کر کے ضرورت ،حالات موقع کی مناسبت سے نازل کیا جاتا رہا تو یہاں اس آیت سے دوبارہ ایک طرف قرآن کی حقانیت اور برتری ثابت کی جا رہی ہے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اور میں نے آپ کو سورت الشعراء کے آغاز میں یہ بات بتائی تھی کہ اس سورت کے اندر ایک طرف قرآن مجید کی صداقت

کے لئے دلائل ہیں اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں اس کے لئے دلائل ہیں تو **وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ** اور بے شک یہ قرآن مجید نازل کردہ چیز ہے **رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** جہانوں کے رب کی عام رب نہیں جیسےعرب لوگ رب اپنے جیسے انسانوں کے لئے بھی استعمال کرتے تھے جو ان کی ضرورتوں کی کفالت کرے پورا کرے لیکن جب فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آپس میں جو مکالمہ ہوا تو کیا کہا تھا کہ رب کیا ہوتا ہے تو کہا کہ وہ جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا ہے تو **رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** جو سارے عالمین کا رب ہے اس نے اس قرآن مجید کو نازل کیا یہ معمولی چیز نہیں ہے یہ ایک معجزہ ہے یہ خاص اللہ کا تحفہ ہے اور پھر اللہ نے اس کا اہتمام کیا

آیت نمبر193۔ نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ
ترجمہ۔اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے

اترے اس کو لے کر روح اور روح کس کا نام ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اللہ تعالی سورت البقرہ آیت 97 میں کہتے ہیں **قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُۥ نَزَّلَهُۥ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ** کہہ دیجیے کہ جو کوئی دشمن ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا تو اسے معلوم ہو کہ اسی نے یہ قرآن اللہ کے حکم سے تیرے دل پر نازل کیا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جو تھے **نَزَلَ** اترے **بِهِ** اس قرآن کو لے کر **ٱلرُّوحُ** روح سے مراد کون ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور اس کی دلیل میں آپ کو ایک اور آیت بھی یاد ہوگی آپ کو سورت القدر زبانی آتی ہوگی تو اس میں بھی اللہ رب العزت کیا بیان کرتے ہیں کہ جو لیلۃ القدر ہے اس میں کیا ہوتا ہے۔ **تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ (4)سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ** (5۔ سورت القدر) تو وہاں پہ بھی روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں کیونکہ فرشتوں کے لئے ملائکہ کا لفظ الگ آگیا تو قرآن مجید وہ لے کر آیا کرتے تھے وحی لے کر آیا کرتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور یہاں ان کا نام لینے کی بجائے اللہ تعالی نے ان کا لقب استعمال کیا ہے سورت البقرہ کی آیت 97 میں ان کا نام ہے اور یہاں ان کا لقب کیا ہے؟ **ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ** کہ امانت دار روح تو یہ جو قرآن مجید کا نزول ہے یا اس کی **لَتَنزِيلُ** ہے اس میں کوئی عام لوگ کوئی مادی طاقت نہیں تھی عام انسان نہیں تھے بلکہ وہ خالص روح تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو اس کو لے کر آئے اور ان کی صفت کیا تھی **الامین** ایماندار اس کے معنی یہ ہیں ان کا لقب ہے **ٱلْأَمِينُ** کہ ان کے سپرد اللہ تعالی نے جو کچھ کیا، ان کے حوالے جو کچھ اللہ تعالی نے کیا انہوں نے بغیر ادنٰی تغیر و تبدل کے ذرا سی بھی تبدیلی کے بغیر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہنچایا اور اس میں ذرا بھی خیانت نہ کی اور یہ جو لوگ تھے یہ نہ صرف رسول اللہ کا انکار کرتے تھے بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی وہ نعوذ باللہ دشمن کہتے تھے اسی لئے تو اللہ تعالی نے سورت البقرہ آیت 57 میں کہہ دیا کہہ دے جو کوئی دشمن ہے جبرائیل کا تو اسے معلوم ہو کہ اسی نے یہ قرآن اللہ کے حکم سے تیرے دل پر نازل کیا ہے یعنی رسول سے دشمنی، حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی، قرآن سے دشمنی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے روح الامین تو اللہ نے کس کو دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اور جبرائیل علیہ السلام نے وہ کسے پہنچایا؟

آیت نمبر 194۔ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُنذِرِينَ
ترجمہ۔ تیرے دل پر تاکہ تو اُن لوگوں میں شامل ہو جو (خدا کی طرف سے خلق خدا کو) متنبّہ کرنے والے ہیں

عَلَىٰ قَلْبِكَ تیرے دل پر **لِتَكُونَ** تاکہ تو ہو جائے **مِنَ ٱلْمُنذِرِينَ** متنبہ کرنے والوں میں سے منذر کی جمع ہے **ٱلْمُنذِرِينَ** اور **(ن ذ ر)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں شفقت اور محبت سے ڈرانا تو اب یہاں پر بتایا یہ جا رہا ہے کہ قرآن مجید آپ کو کیوں دیا گیا؟ قرآن مجید آپ کے قلب پر کیوں نازل کیا گیا؟ اس کا مقصد کیا تھا ؟اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ اس کے ذریعے سے دعویٰ کریں آپ لوگوں کو ڈرائیں ان کے گناہوں پر، ان کی غلطیوں پر ،ان کی بد اعمالیوں پر ان کو بتائیں کہ اللہ ناراض ہوگا پھر اللہ نے سزا جہنم کی شکل میں تیار کر رکھی ہے اور اچھے کام کرو گے تو اللہ جنت دے گا ۔تو نذیر بن جائیں اور یہاں پہ قلب کا ذکر خاص طور پہ کیوں ہوا ؟اس لئے کہ خواص باطنہ میں ہمیں قلب نظر نہیں آتا باقی آپ دیکھیں آنکھیں ہیں اور سر ہے ہاتھ ہیں پاؤں ہیں باقی جو جسم کے اعضاء دھڑ وغیرہ ہیں یہ چیزیں نظر آتی ہیں تو خواص باطنہ میں دل سب سے زیادہ حفظ کرنے کی اور ادراک کرنے کی قوت رکھتا ہے لیکن دل نظر نہیں آتا انسان کے وجود کا یہ سب سے اشرف اور اعلیٰ حصہ ہے قلب کی دھڑکن اور قلب یہ سب سے پہلے کام کرنا شروع کر دیتا ہے

ے اے دل زندہ کہیں تو نہ مر جائے کہ زندگی عبارت ہے تیرے جینے سے

جن کے دل متاثر ہوتے ہیں تو نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ پھر ان کی زندگی بھی غفلت کا شکار ہو جاتی ہے تو یہاں پر اللہ تعالی نے اس بات کا اعلان کیا کہ یہ قرآن مجید آپ کے قلب پر اتارا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید جو وحی ہے اللہ تعالی نے خاص طور پر اس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے بھیجا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ پاک کلام جو اللہ تعالی سے لیا تھا رسول اللہ ﷺ کے دل میں اس کو ڈالا تو پاک ترین جو جگہ تھی اس کو اس کا مستقر بنایا اس کا ٹھکانہ بنایا تو براہ راست آپ کے دل پر قرآن نازل کیا جاتا تھا اور آپ دیکھ لیجئے وحی جب نازل ہوتی تھی تو وحی کی تین شکلیں ہیں سب سے معروف شکل کیا ہے وحی کی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغمبر کے دل پر نازل ہو کر وحی کے الفاظ اس میں ڈال دیں اور اس صورت میں ہوتا کیا تھا کہ پیغمبر کا تعلق دنیا سے کٹ کر عالم بالا سے جڑ جاتا تھا وحی کے دوران رسول اللہ ﷺ کے جو ظاہری حواس تھے وہ کام کرنا چھوڑ دیتے تھے اور قلبی حواس جو تھے وہ کام کرنے لگ جاتے پیغمبر دل کی آنکھ سے فرشتے کو دیکھتا دل کے کانوں سے وحی سنتا اور پھر وحی کے دوران پیغمبر جو تھے وہ بشریت سے کٹ کر ملکیت کی طرف ہوتے کہ وحی کی یہ شکل جسمانی لحاظ سے آپ کے لئے نہایت تکلیف دی ہوتی تھی شدید قسم کا بوجھ آپ پر پڑ جاتا تھا بوجھ کسی کو نظر نہیں آتا تھا لیکن آپ پر شدید قسم کا بوجھ پڑا ہوا ہوتا تھا کہ اس کی وجہ سے آپ کی حالت غیر ہو جاتی تھی اور اس بوجھ کو رسول اللہ ﷺ خود محسوس کرتے تھے اور جس کا جسم رسول اللہ کے جسم سے لگ جاتا تھا وہ بھی محسوس کرتا تھا تو آپ دیکھ لیجئے کہ ظاہری طور پر تو کوئی بوجھ نظر نہیں آرہا لیکن چونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام دل پر قرآن کو نازل کر رہے ہیں تو یہ چیز آپ کے لئے بڑی گراں ہوتی تھی چناچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہافرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا : یارسول اللہ آپ پر وحی کیسے آتی ہے ؟ آپ نے فرمایا۔ کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے**(سلسلة الجرس)** پھر جب فرشتے کا کہا مجھ کو یاد ہوجاتا تو یہ موقوف ہوجاتی ہے۔ اور کبھی فرشتہ مرد کی صورت میں میرے پاس آتا ہے۔، مجھ سے بات کرتا ہے میں اس کا کہا یاد کرلیتا ہوں (انسان کی شکل میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے بڑے خوبصورت اس کی شکل میں آتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام تو اس وقت بڑا آسان ہوتا تھا کیونکہ وہ انسان بن کر جب سامنے آتے تھے تو آپ کو مشکل نہیں ہوتی تھی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی اترتی پھر موقوف ہوجاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینہ نکلتا یہ بخاری کی روایت ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے جب یہ آیت لکھنے کو کہا **لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ (95-**

سورت النسآء) اس وقت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (جو نابینا تھے) نے آپ کے پاس آکر کہا کہ یارسول اللہ اگر مجھے جہاد کی طاقت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا۔ اسی وقت اللہ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ اس وقت آپ کی ران میری ران پر تھی آپ کی ران اتنی بوجھل ہوگئی کہ مجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ نیچے سے میری ران ٹوٹ جائے گی پھر جب وحی کی کیفیت موقوف ہوئی تو اللہ نے **غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ** بھی نازل فرمایا : یہ بخاری کی روایت ہے آپ یہ پیچھے پڑھ بھی چکیں ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ قرآن رسول اللہ ﷺ پر جب سلسلة الجرس، یعنی گھنٹی کی آواز میں آپ پر نازل ہوتا تو آپ کے لئے یہ عمل بڑا ہی تکلیف دہ ہوتا، بڑا ہی مشقت والا ہوتا تو یہ ہے اصل میں بات جس کے بارے میں اللہ رب العزت یہ کہہ رہے ہیں **عَلَىٰ قَلْبِكَ** کہ تیرے دل پر، تیرے قلب پر اور قلب کہہ کر جو بات یہاں پہ کہی گئی کہ یعنی ایک براہ راست تعلق تھا اللہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعےحضرت جبرائیل علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کے قلب پر اور اس میں کسی شک کا کوئی ادنی سا شائبہ بھی نہیں ہے کوئی شیطانی وسوسہ نہیں ہے کوئی نفسانی اس میں وسوسہ داخل نہیں ہوا کیونکہ براہ راست رسول اللہ ﷺ کے قلب میں قرآن نازل ہوا اور گویا کہ پاک قرآن ہے اور پاک منبع سے نکلا ہے اور پاک ترین قلب میں اس کو نازل کر دیا گیا، ڈال دیا گیا تو یہ ہے اصل میں بات کہ یہ تھے حضرت جبرائیل امین جن کا لقب ہی الامین ہے امانت دار اور انھوں نے قرآن کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے دل پر اس کو نازل کر دیا اور اس کا مقصد کیا ہے کہ آپ لوگوں کو متنبہ کرنے والے بن جائیں اور یہ داعیانہ کردار رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا سب سے نمایاں کردار ہے۔ سب سے بڑا اسوۂ ہے اور جس میں آپ کی زندگی کا زیادہ تر وقت گزرا اور وہ کیا تھا کہ انسان ہدایت پا جائے نذیر اور بشیر بن کر پھر قرآن مجید کی حقانیت اور برتری ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالی کہتے ہیں

آیت نمبر195۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ
ترجمہ۔صاف صاف عربی زبان میں

قرآن مجید عربی زبان میں ہے **بِلِسَانٍ** اور آپ دیکھ لیجئے کہ لسان کے معنی کیا ہوتے ہیں لغت بولی، زبان یہ اسم مجرور ہے **بِلِسَانٍ** ایسی زبان میں ہے جو زبان عربی ہے اور آپ دیکھ لیجئے کہ **عَرَبِيٍّ** کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ وہ چیز جو کہ واضح ہے وہ چیز جو کہ بالکل نمایاں ہے ویسے تو بولنے کے لئے بہت سے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں لیکن یہاں پر خاص طور پہ کہا جا رہا ہے کہ قرآن مجید عربی زبان میں اللہ تعالی نے نازل کیا اور **(ع ر ب)** کے معنی کیا ہوتے ہیں کسی بات کو واضح کرنا کسی بات کی وضاحت کرنا، جو چیز واضح اور فصیح ہو اور آپ دیکھ لیجئے اللہ تعالی کہتے ہیں۔ **إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا** (2۔ سورت یوسف) کہ ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے اور یہ چیز بہت اہم ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کوعربی میں نازل کیا ہے اور وہ عربی جو تھی کیسی تھی؟ **مُّبِينٍ** مبین کا لفظ پھر آ گیا اور مبین کے بارے میں آپ کو پتہ ہی ہے کہ لازم اور متعدی دو معنی اس میں پائے جاتے ہیں کہ خود واضح ہے قرآن مجید اور دوسروں پر واضح کر دیتا ہے چیز کو دلائل، حقائق ، واقعات تو اللہ تعالی نے عربوں میں نذیر بھیجنے کے لئے بہترین زبان کا انتخاب کیا جو ان کی زبان تھی اور وہ تھی عربی زبان تو معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے جس قوم میں جس نبی کو بھیجا اس کے لئے اسی زبان کا استعمال کیا گیا تاکہ ہر شخص قرآن کے معنی اور مدع کو یا جو بھی کتاب ان پر نازل کی گئی اسے اچھے طریقے سے سمجھ سکے اب لوگ قرآن کا انکار کر رہے تھے قرآن سے منہ موڑ رہے تھے اور مذاق کر رہے تھے تو اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان لوگوں کو سمجھ نہیں آیا یہ عربی ہیں اور قرآن مجید کو۔ **بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ** کہ اللہ نے بڑا فضل کیا کہ قرآن کو واضح عربی زبان میں اُتارا تو یہ چیز تمہارے لئے شرف کی عزت کی

ہےکہ تمھاری زبان میں قرآن نازل کیا گیا اور اگر اب تم یہ عذر کرتے ہو کہ ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آتا اور اللہ نے اس کو **تنزیل** تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے اہتمام کے ساتھ درجہ بدرجہ ترتیب کے ساتھ اور اگر اب تم قدر نہیں کرتے اگر تم اس قرآن کو نہیں سمجھتے تو پھر کیا ہے کہ یہ قرآن مجید تمہارے خلاف حجت بنے گا۔ کیونکہ حق میں حجت بنے گا یا خلاف حجت بنے گا تو یہاں پہ جو بات بتائی جا رہی ہے کہ جو بھی وحی نازل ہوئی یہ ساری وحی اللہ کی طرف سے تھی اور یہ وحی جو تھی حضرت جبرائیل امین لے کر آئے اور بڑی فصیح، واضح اور شگفتہ زبان میں نازل ہوئی اور عرب قوم میں عربی زبان میں جب قرآن اترا تو عربی قوم اس قرآن کو خوب اچھی طرح سمجھتی تھی ان کو پتہ تھا کہ وہ یہ زبان بولتے ہیں اور یہ اللہ کی طرف سے جو قرآن نازل ہوا اس میں بڑا واضح فرق ہے کیونکہ اللہ تعالی نے بار بار ان کو کہا کہ ایک سورت یا 10 سورتیں کچھ تم اس طرح بنا کر لا دکھاؤ اور وہ چاہنے کے باوجود بھی قرآن جیساکوئی لفظ بنا کر لا کر دکھا نہ سکے۔

آیت نمبر196۔ وَإِنَّهُۥ لَفِى زُبُرِ ٱلْأَوَّلِينَ
ترجمہ۔ اور اگلے لوگوں کی کتابوں میں بھی یہ موجود ہے

اب یہاں پر اللہ رب العزت نے دلائل دئے ہیں اور دلائل کیا دئے ہیں؟ اس کے حق میں **وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ** کہ اللہ نے اس کو اہتمام سے ترتیب سے نازل کیا ہے اس کے حق میں دو نقلی دلیلیں دی ہیں کچھ ہوتی ہیں عقلی دلیلیں جو کائنات سے دی جاتی ہیں کچھ ہوتی ہیں نقلی دلیلیں اور نقلی دلیلیں کیا ہوتی ہیں پہلی کتابوں میں جن کا ذکر ہو پچھلے انبیاء کی کتابوں میں سے کوئی چیز جیسے نقل کر دی جائے تو پہلی دلیل کیا ہے **وَإِنَّهُۥ لَفِى زُبُرِ ٱلْأَوَّلِينَ** کہ پہلی کتابوں میں بھی اس کا ذکر ہے **زُبُرِ** جو ہے زبور کی جمع ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں صحیفوں کے ،کتابوں کے جیسے ٹکڑے ٹکڑے ملا کر کوئی چیز بنائی جائے اسی سے زیر زبر ملا کر کتاب کو بنا دیا گیا واضح کر دیا گیا تو بے شک **لَفِى زُبُرِ** یہ صحیفوں میں ہے یہ کتابوں میں ہے **ٱلْأَوَّلِينَ** اول کی جمع ہے **ٱلْأَوَّلِينَ** یہ ذکر یہ تنزیل جو ہے اس کی تعلیم پچھلی آسمانی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ ابھی آپ نے یہ جتنے 7 انبیاء کے واقعات پڑھے جو گزر چکے ہیں تو اس میں کیا پڑھا ہر نبی نے عقیدہ توحید کی دعوت دی یہی قرآن نے دی ہر نبی نے رسالت کی بات کی یہی رسول اللہ نے کی ہر نبی نے آخرت کی بات کی کہ آخرت کی زندگی کا عقیدہ سامنے رکھا اور یہی رسول اللہ ﷺ نے رکھا یعنی کہ جوابدہی کا احساس ۔لوگوں خود مختاری چھوڑ کر اللہ اور اللہ کے رسول کی پیروی اختیار کرو تو اصل بات کیا پتہ چلتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو بات کہی وہ کوئی نئی بات تھوڑی تھی بلکہ قرآن کے حق میں پچھلے جو صحیفے ہیں پچھلی جو کتابیں ہیں اس سے بھی دلائل ملتے ہیں اس سے بھی اللہ رب العزت اس بات کو واضح کرتے ہیں مثلا آپ دیکھ لیں کہ سورت الاعلی میں اللہ تعالی کیا دلیل دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سورت الاعلی سنائی اور جو پیغام دیا تو اس کے بعد کیا بات کہی کہا آخر میں سورت کے دیکھیں۔ سورت الاعلیٰ۔ **قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ (14) وَذَكَرَ ٱسْمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ (15) بَلْ تُؤْثِرُونَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا (16) وَٱلْـَٔاخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰٓ (17) إِنَّ هَٰذَا لَفِى ٱلصُّحُفِ ٱلْأُولَىٰ (18) صُحُفِ إِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ (19)۔**
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہاں پہ خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اور کیا بات بتائی گئی ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے اور یہی بات کہ اپنا تزکیہ کر لو اور اپنے رب کے نام کو یاد رکھو اور نماز پڑھو یہ ساری تعلیمات جو ہیں یہ آج صرف رسول اللہ ﷺ تھوڑی کہہ رہے ہیں یہی باتیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی تھیں تو یہ ہے پہلی دلیل **وَإِنَّهُۥ لَفِى زُبُرِ ٱلْأَوَّلِينَ** اگلے لوگوں کی کتابوں میں یہ بات موجود ہے قرآن مجید کی تعلیمات جو ہیں دوسری کتابوں سے بھی اس کی

دلیل ملتی ہے اچھا ایک تو یہ دلیل ہے کہ اس کتاب کی جو تعلیمات ہیں پچھلی کتابوں میں بھی اس کا ذکر ہے دوسرا مفسرین یہ کہتے ہیں **وَاِنَّهُ میں " هُ"** ضمیر قرآن کے لئے نہیں ہے یہ نقلی دلیل رسول کے لئے ہے کیوں اس لئے کہ پہلے جو صحیفے تھے ان میں یہ بات تھی کہ ایسا رسول آئے گا جیسے بنی اسرائیل کو بھی پتہ تھا کہ رسول آنے والا ہے تو یہ ہے دلیل کہ اب اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ پر جب وہ ایمان نہیں لائے تو انہوں نے یہودیوں سے بھی پوچھا (بنی اسرائیل سے پوچھا) وہ تو ایسے پہچانتے تھے جیسے کہ کوئی اپنے بچے کو پہچانتا ہے لیکن اس کے باوجود اہل کتاب نے مشرکین کی پیٹھ ٹھونکی جب مشرکین نے اہل کتاب سے پوچھا تو یہودیوں نے رسول اللہ کے رسول ہونے کا انکار کر دیا کہ یہ ہم میں کیوں نہیں آئے؟ تو یہاں پہ یہی بات ہے جس کو اللہ تعالی یہاں پر بیان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالی نے جو قرآن مجید کو بھیجا جو رسول کو بھیجا تو پچھلی قومیں بھی جانتی ہیں اور کتاب کی تعلیمات کو بھی اور رسول کے آنے کو بھی

آیت نمبر 197- أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ ءَايَةً أَن يَعْلَمَهُۥ عُلَمَٰٓؤُاْ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ
ترجمہ۔ کیا اِن (اہلِ مکہ) کے لئے یہ کوئی نشانی نہیں ہے کہ اِسے علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں؟

پھر اللہ تعالی ایک سوال رکھتے ہیں ایک بات رکھتے ہیں اور وہ بات کیا ہے **أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ ءَايَةً** کہ کیا پھر ان کے لئے نہیں ہے نشانی کن کے لئے؟ **لَّهُمْ** کی ضمیر اہل مکہ کے لئے ہے **أَوَلَمْ يَكُن** کیا نہیں ہے **لَّهُمْ** ان کے لئے کوئی نشانی **أَن يَعْلَمَهُۥ** کہ اسے جانتے ہیں **عُلَمَٰٓؤُاْ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ** بنی اسرائیل کے علماء تو پھر **"هُ"** کی ضمیر کس کے لئے ہے؟ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کے لئے کہ بنی اسرائیل کے علماء کو بھی اس بات کا پتہ ہے کہ قرآن مجید کے اندر جو تعلیم ہے یہ وہی تعلیم ہے جو پچھلی آسمانی کتابوں میں بھی آئی تھی اور ان کو اس بات کا پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ان کی کتاب میں بھی آیا تھا تو اہل مکہ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں ان کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی یہ ان کو نشانی نظر نہیں آ رہی یہ پھر کہتے ہیں کہ آسمان سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل کرتے کوئی فرشتہ، کوئی باغات، کوئی خزانے، تو منہ مانگے مطالبات کرتے تھے نشانیاں مانگتے تھے، معجزات مانگتے تھے تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ یہ کیا کم نشانی ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں مانتے ہیں اس بات کو واقف ہیں اس بات سے کہ قرآن مجید کی تعلیمات وہی ہیں جو پہلی کتب آسمانی کی ہیں دوسری بات کہ ان کی کتاب میں بھی رسول اللہ ﷺ کا جو ذکر تھا وہ آیا ہے کہ یہ قرآن مجید تنزیل ہے رب العالمین کی اور اللہ کے رسول ﷺ یہ ہیں بھیجے ہوئے اللہ رب العالمین کے۔ سیرت ابن ہشام سے ایک واقعہ ملتا ہے کہ حبشہ سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی دعوت سن کر 20 آدمیوں کا ایک وفد مکہ میں آیا اور اس نے مسجد حرام میں کفار قریش کے سامنے رسول اللہ ﷺ سے مل کر پوچھا کہ آپ کیا تعلیم لائے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں ان کو قرآن کی کچھ آیتیں سنائیں اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ اِسی وقت آپ کے رسول برحق ہونے کی تصدیق کر کے آپ پر ایمان لے آئے پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھے تو ابوجہل قریش کے چند لوگوں کے ساتھ ان سے ملا اور انہیں سخت ملامت کی اس نے کہا تم سے زیادہ احمق قافلہ یہاں کبھی نہیں آیا نامرادو تمہارے ہاں کے لوگوں نے تو تمہیں اس لئے بھیجا تھا کہ اس شخص کے حالات کی تحقیق کر کے آؤ مگر تم ابھی اس سے ملے ہی تھے کہ اپنا دین چھوڑ بیٹھے وہ شریف لوگ ابوجہل کی اس ڈانٹ ڈپٹ پر الجھنے کے بجائے سلام کر کے ہٹ گئے اور کہنے لگے ہم آپ سے بحث کرنا نہیں چاہتے آپ اپنے دین کے مختار ہیں اور ہم اپنے دین کے مختار ہمیں جس چیز میں اپنی خیر نظر آئی اسے ہم نے اختیار کر لیا (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ 32) اب اپ دیکھئے اسی واقعے کا ذکر سورت القصص میں بھی آیاہے۔ **الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ (52)) وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ**

مُسْلِمِينَ (53) أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (54) وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (55- سورت القصص) آیت 52 سے لے کر 55 تک آپ پڑھ لیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا یہ ہے اصل بات کہ بنی اسرائیل کے علماء جو تھے وہ بھی اس بات کو مانتے تھے اور اس کو جانتے تھے اور آپ کو یہ بات پتہ ہے نا کہ عبداللہ بن سلام کون تھے ؟ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے لیکن انہوں نے بھی جب قرآن کو سنا تو وہ ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ بات سچ ہے تو یہاں پر بھی یہی بات ہے جس کو کہا جا رہا ہے۔ اللہ تعالی ایک تو یہ دلیل دیتے ہیں کہ پچھلے صحیفوں میں یہ بات موجود ہے قرآن مجید کی حقانیت کے قرآن کی تعلیمات ملتی جلتی ہیں اور دوسرا رسول آنے والا ہے محمد ﷺ جو خاتم النبیین ہوں گے اب دوسری دلیل اللہ تعالی کیا دیتے ہیں

آیت نمبر198,199 وَلَوۡ نَزَّلۡنَٰهُ عَلَىٰ بَعۡضِ ٱلۡأَعۡجَمِينَ(198) فَقَرَأَهُۥ عَلَيۡهِم مَّا كَانُواْ بِهِۦ مُؤۡمِنِينَ (199)

ترجمہ۔لیکن اِن کی ہٹ دھرمی کا حال یہ ہے کہ اگر ہم اسے کسی عجمی پر بھی نازل کر دیتے۔ اور یہ (فصیح عربی کلام) وہ ان کو پڑھ کر سناتا تب بھی یہ مان کر نہ دیتے

اگر ہم اس کو نازل کر دیتے کس کو نازل کر دیتے؟ قرآن مجید کو **عَلَىٰ بَعۡضِ ٱلۡأَعۡجَمِينَ** اعجمین میں سے کسی عجمی پر اس کو نازل کر دیتے **فَقَرَأَهُۥ** پھر وہ اس کو پڑھتا **عَلَيۡهِم** ان پر **كَانُواْ بِهِۦ مُؤۡمِنِينَ** تو وہ مان کر نہ دیتے وہ اس پہ ایمان ہی نہ لاتے اب اللہ تعالی ایک اور دلیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر قرآن کسی عجمی پر عجمی زبان میں نازل ہوتا اور وہ ان کو سناتا تب وہ یہ عذر کرتے کہ عربی کے لئے عجمی قرآن کے کیا معنی تو یہ تو عجمی میں ہے ہم کیسے مانیں اس قرآن کو وہ ایسے کہہ کر انکار کر دیتے تو **(ع ج م)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں ؟ اس کے معنی ہوتے ہیں جیسے کسی چیز کا اخفا ہونا ،جس میں ابہام ہو **اَلۡاَعۡجَمُ** اس شخص کو کہتے ہیں جس کی زبان فصیح نہ ہو خواہ وہ عربی ہو یا غیر عربی ہو تو عرب لوگ اپنے آپ کو فصیح زبان کا مالک کہتے تھے اور دوسروں کو غیر فصیح سمجھتے تھے اور تمام غیر عرب کو عجم کہتے تھے ویسے عجم جو ہے وہ گونگے کو بھی کہتے ہیں اس کے علاوہ **عَجۡمَاءُ** چوپائیوں کو بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا **ما فی الضمیر** جو ہے اس کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کر سکتے تو معنی یہاں پہ کیا ہیں کہ غیر فصیح اور مبہم بات کرنے والوں پر اگر قرآن نازل کر دیا جاتا عجم کی جمع ہے اعجمین یعنی اوپری زبان والے ،غیر عربی والے یا غیر فصیح عرب تو یہاں پہ کیا ہے کہ غیر عربی پر جو عربی جانتا ہی نہیں اس پر قرآن نازل کر دیا جاتا پھر تو تم کہتے کہ ہم ہیں عربی اور قرآن غیر عربی زبان میں ہے تو ہم اس کو کیسے سمجھیں تو اللہ تعالی نے بہترین زبان میں بہترین شخص پر اس کلام کو نازل کیا اور اللہ تعالی سورت (فصلت) حم السجدہ آیت 44 میں کہتے ہیں۔ **وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ (44)** اگر ہم اِس کو عجمی قرآن بنا کر بھیجتے تو یہ لوگ کہتے (یعنی کسی اور زبان میں نازل کرتے)"کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا عجیب بات ہے کہ کلام عجمی ہے اور مخاطب عربی"۔ تو یہ ہے بات کہ اگر ہم اس کو کسی عجمی پر غیر عربی پر نازل کرتے تو یہ فصیح عربی جاننے والے تھے یہ بہانہ کر سکتے تھے۔ **فَقَرَأَهُۥ عَلَيۡهِم** جب غیر عربی اس کتاب(قرآن) کو اس پہ پڑھتا **مَّا كَانُواْ بِهِۦ مُؤۡمِنِينَ** تو یہ اس پر ایمان لانے والے نہیں تھے تب تو مان کر ہی نہ دیتے اب عربی شخص پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا گیا اور یہ انکار کر رہے ہیں

آیت نمبر200۔ كَذَٰلِكَ سَلَكۡنَٰهُ فِي قُلُوبِ ٱلۡمُجۡرِمِينَ
ترجمہ۔اِسی طرح ہم نے اس (ذکر) کو مجرموں کے دلوں میں گزارا ہے

اسی طرح ہم نے اس کو داخل کر دیا ہے **(س ل ک)** گھسا دیا ہے، چلایا ہے، پرو دیا ہے **" هُ"** کی ضمیر قرآن کے لئے ہے **فِي قُلُوبِ ٱلۡمُجۡرِمِينَ** مجرموں کے دلوں میں (قلوب قلب کی جمع ہے اور مجرمین مجرم کی جمع ہے) اور آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں اِس کے ایک معنی کیا ہیں اللہ رب العزت یہ بات بتا رہے ہیں کہ قرآن کو ان مجرموں کے دلوں میں اللہ نے اس طرح گھسا دیا ہے کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا پھر بھی اس کو مانتے نہیں ہیں کیونکہ وہ قرآن کو سننا ہی نہیں چاہتے تھے لیکن اللہ تعالی نے جب ان کے دلوں میں گھسا دیا یعنی ان کے دلوں میں داخل کر دیا پھر بھی یہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں ایک تو اس کے یہ معنی ہیں دوسری بات کیا ہے کہ مجرموں کے دلوں میں قرآن کو گھسا دیا ہے، ڈال دیا ہے، تو اب وہ کیا کرتے ہیں بس بیہودہ اعتراض ہی کرتے رہتے ہیں پتہ ہے ان کو کہ یہ کلام جو ہے وہ اللہ کا کلام ہے یہ سچی کتاب ہے لیکن یہ لوگ پھر بھی اعتراض کرتے ہیں یہ لوگ مذاق اڑاتے ہیں اصل میں مفسرین کیا کہتے ہیں کہ **سَلَكۡنَٰهُ "هُ"** کی ضمیر جو ہے اگر قرآن کے لئے لی جائے تو معنی یہ ہیں کہ پتہ ہے کہ ان کو کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے یہ اللہ کا کلام ہے کیونکہ اللہ نے ان کے دلوں میں سے گزارا ہے

آیت 201۔ لَا يُؤۡمِنُونَ بِهِۦ حَتَّىٰ يَرَوُاْ ٱلۡعَذَابَ ٱلۡأَلِيمَ
ترجمہ۔ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں

لَا يُؤۡمِنُونَ بِهِۦ یہ پھر بھی اس پر ایمان نہیں لاتے کب ایمان لائیں گے **حَتَّىٰ يَرَوُاْ ٱلۡعَذَابَ ٱلۡأَلِيمَ** جب تک کہ عذاب الیم کو دیکھ نہ لیں اور دوسرے اس کے معنی اور بھی بیان کیے جاتے ہیں اور وہ کیا ہیں کہ **(سَلَكۡنَٰهُ)" هُ"** کی ضمیر جو ہے اس کا جو مرجع ہے وہ ہے کافروں کا کفر اور عناد، کافروں کا جھٹلانا کہ اسی طرح ہم نے قرآن کے ذریعے ان کے دلوں میں کفر ڈال دیا ہے کیونکہ قرآن سنتے ہیں اور کفر کرتے ہیں قرآن سنتے ہیں اور اس کی تکذیب کرتے ہیں جو ابھی میں نے کہا کہ بیہودہ اعتراض کرتے ہیں تو هُ کی ضمیر قرآن کے لئے بھی ہے کہ مانتے ہیں یہ اللہ کا کلام ہے لیکن پھر اس کے بعد جو ہے ایمان نہیں لاتے جیسے ایک دفعہ میں نے آپ کو یہ واقعہ بھی سنایا تھا کہ خانہ کعبہ کے غلاف میں چھپ کر قرآن سنتے تھے (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت ایمان نہیں لائے تھے)۔ مکہ کے دو تین سردار چھپ کر قرآن سنتے تھے اور پھر آپس میں اچانک جب ملے تو کہنے لگے کہ خبردار کل نہ کوئی سننے جائے اگر عوام کو پتہ چل گیا تو پھر بات ہی ختم ہو جائے گی پھر دوسرے دن پھر تیسرے دن پھر آپس میں کہنے لگے کہ کلام تو سچا ہے لیکن ہم اس کی مخالفت کریں گے ہم مانیں گے نہیں اس کو تو یہاں دراصل یہی بات بتائی گئی ہے کہ یہ لوگ قرآن کو مانتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے لیکن اصل میں ان کے دلوں میں خرابی ہے اس لئے دل قرآن کو قبول نہیں کرتے کیونکہ جب دل ہی خراب ہو گیا جب دل کو زنگ لگ گیا دل کے اندر کفر اور عناد ہے تو پھر قرآن کی حقانیت کو قبول نہیں کرتے مثلاً آپ دیکھیں قرآن کی باتیں سیدھی چیرتی ہوئی ان کے دلوں تک پہنچتیں تھیں ان کے دل اس کو قبول کرتے تھے مانتے تھے لیکن طبیعتیں ان کی قبول نہیں کرتیں تھیں زبانیں اور دماغ قبول نہیں کرتے تھے انکار کرتے تھے مثلاً آپ دیکھیں کہ وہ خوراک وہ کھانا منہ کو بڑا اچھا لگتا ہے آپ کےمنہ کے راستے نالی سے گزرتا ہو معدہ تک پہنچا کھانا فاسد ہے معدہ قبول نہیں کرتا انسان قے کر دیتا ہے معدہ نے اس کو قبول ہی نہیں کیا اچھی سے اچھی خوراک آپ دیں صالح سے صالح غذا دیں جب طبیعت قبول نہیں کرتی دل نہیں چاہتا پھر کیا ہوتا ہے انسان قے کر دیتا ہے تو یہی حال ان لوگوں کا تھا فطرت ان کی مسخ دل ان

کے زنگ آلود کفر اور عناد سے بھرے ہوئے اور اب کیا تھا **قُلُوبِ ٱلْمُجْرِمِينَ** دل ان کے مجرم جرم کرنے والے گناہ کرنے والے انکار کرنے والے اور یہ کیا کرتے تھے **لَا يُؤْمِنُونَ بِهِۦ** کہ پھر یہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے قرآن کی تعلیمات حقائق پر ایمان نہیں لاتے قرآن پر ایمان نہیں لاتے رسول پر ایمان نہیں لاتے۔ **حَتَّىٰ يَرَوُاْ ٱلْعَذَابَ ٱلْأَلِيمَ** جب تک کہ دردناک عذاب کو دیکھ نہ لیں آپ دیکھ لیجئےاس سے کیا بات پتہ چلتی ہے ویسا عذاب جو پچھلی قوموں نے دیکھا جو قوم نوح قوم شعیب علیہ السلام قوم ہود علیہ السلام اور اس کے بعد قوم لوط علیہ السلام اور قوم صالح علیہ السلام تو مختلف جو قوموں کے واقعات آپ نے پڑھے انہوں نے عذاب دیکھا لیکن انہوں نے مان کر نہ دیا اور عذاب دیکھ کر اگر فرعون ایمان لایا بھی تو اس کے ایمان نے اس کو کچھ بھی فائدہ نہ دیا اللہ تعالی کہتے ہیں سورت الحجر آیت 14 اور 15 میں **وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فَظَلُّواْ فِيهِ يَعْرُجُونَ (14) لَقَالُوٓاْ إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَٰرُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ (15)** اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیتے اور یہ اس میں چڑھنے لگتے (اتنا بڑا معجزہ ہے کہ آسمان میں دروازہ بن جائے اور اوپر چڑھنے لگیں) تو یہ کہتے ہیں کہ ہماری انکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے یہاں پر جادو کر دیا گیا ہے سورت الانعام آیت 7 میں آپ پڑھ چکے **وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَٰبًا فِى قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (7)**اگر ہم تیرے اوپر کاغذ میں لکھی ہوئی کوئی کتاب نازل کر دیتے **فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ** اور یہ لوگ اس کو چھوتے اپنے ہاتھوں سے**لَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ** تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ کہتے **إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ** کہ یہ تو کھلا جادو ہے تو اصل بات یہ ہے کہ عذاب الیم سے مراد یا تو دنیا میں عذاب ہے جیسے جنگوں کی شکل میں مختلف قحط عذاب کی شکل میں ان پر آیا یا پھر آخرت کا عذاب مراد ہے

آیت نمبر202۔ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ
ترجمہ۔پھر جب وہ بے خبری میں ان پر آ پڑتا ہے

پھر ان پر آئے گا وہ اچانک **هُمْ** کی ضمیر جو ہے انکار کرنے والے کافروں کے لئے ہے وہ اس دور میں بھی ہو سکتے تھے اور آج کے دور میں بھی کہ وہ عذاب ان پر اچانک آئے گا **لَا يَشْعُرُونَ** پھر اس کے بعد انہیں خبر بھی نہ ہوگی انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا ایسے عذاب ان پر آئے گا کہ پتہ بھی نہیں چلے گا کہ عذاب آیا اور وہ ختم ہو کر رہ گئے اور آپ ایک بات یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو اللہ کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالی ان کو مہلت دیتا ہے اور مہلت دینے کا مطلب کیا ہوتا ہے تاکہ وہ سنبھل جائیں تاکہ وہ بدل جائیں تاکہ وہ جو اپنے رویے ہیں ان پر نظر ثانی کر لیں اور اگر پھر بھی وہ اپنے رویوں پر نظر ثانی نہ کریں تو پھر اللہ تعالی کیا کرتا ہے یا تو ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے اور یا پھر اللہ تعالی اگر دنیا میں انہیں کچھ نہیں کہتا تو آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے میں آپ کو ایک واقعہ سناتی ہوں اور یہ واقعہ کیا ہے کہ عمر غیمور (جیسے ایک نام تھا عمر غیمور) اور یہ سٹیٹ کانگو کے گاؤں کا رہنے والا تھا نائجیریا میں اور یہ بہت بڑا عیسائی پادری تھا اکثر قران کریم اور دین اسلام کا یہ مذاق اڑاتا تھا ایک مرتبہ وہ چند عیسائیوں کی ایک جماعت کے سامنے وعظ کر رہا تھا اس نے اپنی تقریر کے دوران کہا اگر قران اور دین اسلام برحق ہیں تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے زندہ میرے گھر واپس نہ لائے یہ بات کہہ کر کہتے ہیں کہ یہ بات اس نے گرجے میں کہی بھاپتیس گرجا تھا نائجیریا میں اس نے یہ بات کہی اور وہاں سے چل پڑا راستے میں اس کے گھر سے پہلے ایک چھوٹا سا پانی کا نالہ تھا جونہی اس نے نالہ پار کرنا چاہا اس کا پاؤں پھسل گیا اور گر کر اسی کے اندر مر گیا اگلے دن ایک اور آدمی کی موت ہو گئی جو نالے سے اس پادری کی لاش کو نکالنے کی کوشش کر رہا تھا وہ بھی مر گیا لوگوں کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ واقعی پادری مر گیا ان کا خیال تھا کہ نہیں اس کو سکتہ طاری ہوا ہے ایک ہسپتال میں

لاش کو لے کر گئے ڈاکٹر نے بتایا مر چکا ہے پھر دوسرے ہسپتال میں لے کے گئے وہاں بھی پہلے ہسپتال کی رپورٹ کی تصدیق ہوئی مگر عیسائیوں کو یقین نہیں آیا اب انہوں نے عیسائی مشنری سے منسلک جو ہسپتال تھا اس سے رجوع کیا اور وہاں بھی پادری کی موت کی تصدیق ہوئی تب جا کر لوگوں نے اس کی موت کو تسلیم کیا اور اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا تو کہتے ہیں کہ یہ عمر غیمور جو تھا اصل میں پہلے عیسائی پادری تھا پھر اسلام میں داخل ہوا مسلمانوں کے درمیان پھر یہ زندگی گزارنے لگا مسلمانوں سے ملتا جلتا تھا قران پڑھتا تھا لیکن شیطان نے اس کو جب بہکایا یہ مرتد ہو گیا پھر گرجوں میں جا کر مسلمانوں کے قران کے اسلام کے خلاف تقریریں کرنے لگا تو جب اس طرح اس کی موت ہو گئی کہ چیلنج اس نے کیا تھا تو چار بستیوں کے جو لوگ تھے انہوں نے اسلام کو قبول کیا اور وہ چار بستیاں "فال، ویلووا ،غواتی اور مب" یہ ایک ہی صوبے کانگو میں واقع تھیں تو اصل بات کیا ہے **فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ**

آیت نمبر203۔ فَيَقُولُواْ هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ
ترجمہ۔اُس وقت وہ کہتے ہیں "کہ "کیا اب ہمیں کچھ مُہلت مِل سکتی ہے؟"

اس وقت وہ کہتے ہیں کہ اب ہمیں کچھ مہلت مل سکتی ہے تھوڑا سا وقت کہ ہم پھر عمل کر لیں

آیت نمبر204۔ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ
ترجمہ۔ تو کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں؟

تو کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں اہل مکہ ایمان کیوں نہیں لاتے نشانی مانگتے تو عذاب مانگتے ہیں نا کیونکہ نشانی دیکھنے کے بعد اگر کوئی قوم انکار کرتی ہے تو صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی ہے قرآن نشانی ہے رسول اللہ ﷺ کا کردار نشانی ہے

آیت نمبر205۔ أَفَرَءَيْتَ إِن مَّتَّعْنَٰهُمْ سِنِينَ
ترجمہ۔تم نے کچھ غور کیا، اگر ہم انہیں برسوں تک عیش کرنے کی مُہلت بھی دے دیں

أَفَرَءَيْتَ کیا تم نے کچھ غور کیا کیا تم نے دیکھا اب پھر سوالیہ انداز ہے سوچنے سمجھنے پر ان کو مجبور کیا جا رہا ہے ان کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ عذاب کے لئے جلدی مچانے والو کیا تم نے دیکھا **إِن مَّتَّعْنَٰهُمْ سِنِينَ** اگر ہم انہیں برسوں تک سالوں تک مہلت دے دیں کیا کرنے کی **مَّتَّعْنَٰهُمْ** عیش کرنے کی مال و متاع دے دیں ان کو سالہاسال تک کہ کئ سال یہ دنیا میں مزے کریں اتنی ان کو مہلت مل جائے

آیت نمبر206۔ ثُمَّ جَآءَهُم مَّا كَانُواْ يُوعَدُونَ
ترجمہ۔اور پھر وہی چیز ان پر آ جائے جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے

ثُمَّ جَآءَهُم پھر آ جائیں ان کے پاس **مَّا كَانُواْ يُوعَدُونَ** جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے سالوں تک عیش کرنے کی مہلت دینے کے بعد وہی چیز ان پر آ جائے جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے اور ڈرایا کس چیز سے جا رہا تھا ان کو عذاب سے قیامت سے موت سے تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ پھر ہوگا کیا

آیت نمبر207۔ مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُواْ يُمَتَّعُونَ

ترجمہ۔ تو وہ سامانِ زیست جو ان کو ملا ہوا ہے اِن کے کس کام آئے گا؟

مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُم تو ان کو غنی نہیں کرے گا ان کے کام نہیں آئے گا ان کو فائدہ نہیں دے گا **مَّا كَانُوا۟ يُمَتَّعُونَ** وہ سامان وہ عیش و عشرت کی چیزیں ، وہ مال و دولت وہ دنیا جس سے وہ فائدہ اٹھاتے رہے وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آئے گا یہاں پہ **" ما"** جو ہے اس کے ایک معنی تو نہیں کے ہیں نافیہ ہے تو یہ مال و متاع، یہ کھیتیاں، یہ باغات، یہ چشمے یہ زراعت یہ ساری چیزیں ان کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گی دوسرا **" ما"** کے معنی جو ہیں وہ استفہامیہ ہیں استفہامیہ کا مطلب ہے سوالیہ تو سوال کیسے کریں گے **مَآ أَغْنَىٰ** تو کیا کام آئے گا ان کے جس سے یہ فائدہ اٹھاتے رہے تو یہ سارا مال اسباب جو ہے یہ عذاب الہی کو روک سکے گا ان کو کچھ مہلت دے سکے گا تو اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ یہ سالہاسال کی مہلت ہے اس سے جو فائدہ نہیں اٹھا رہے اور یہ جو عیش و عشرت کا سامان اللہ تعالی نے دیا ہے یہ تو آخرت کی تیاری کے لئے ہے تو یہ سامان بھی ان کے کچھ کام نہیں آئے گا اور وہ سالہاسال کی دی ہوئی مہلت بھی ان کو کچھ نہیں لگے گی۔ مہلت کیسے لگے گی۔ **لَمْ يَلْبَثُوٓا۟ إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَىٰهَا (46۔** سورت النازعات) گویا کہ وہ دنیا میں ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ٹھہرے ہیں تو یہاں پہ اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ جب موت آئے گی جب قیامت آئے گی جب عذاب آئے گا تو سالہا سال بھی ان کو بس بہت تھوڑے سے لگیں گے اور دوسری بات یہ کہ مال و متاع ان کے کام نہیں آئے گا

آیت نمبر208۔ **وَمَآ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ**
ترجمہ۔ دیکھو ہم نے کبھی کسی بستی کو اِس کے بغیر ہلاک نہیں کیا کہ اُس کے لئے خبردار کرنے والے حق نصیحت ادا کرنے کو موجود تھے

وَمَآ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ اور ہم نے نہیں ہلاک کیا کسی بستی کو قریہ کسے کہتے ہیں بستی مگر یہ کہ اس میں خبردار کرنے والے تھے۔ **إِلَّا لَهَا** ، **لَهَا** کی ضمیر بستی کے لئے آئی ہے مگر یہ کہ اس کے لئے تھے **مُنذِرُونَ** منذر کی جمع ہے حقِ نصیحت ادا کرنے والے ان کو خبردار کرنے والے تو اللہ تعالی نے ڈر سنا دینے والے ان کے لئے بھیجے تھے تو پیغمبر کرتے کیا تھے ؟

آیت نمبر 209۔ **ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَٰلِمِينَ**
ترجمہ۔نصیحت کے لئے، اور ہم ظالم نہ تھے

پیغمبر ان کو نصیحت کرتے تھے **ذِکرٰی** یاد دہانی کرتے تھے **وَمَا كُنَّا ظَٰلِمِينَ** اور ہم ظالم نہ تھے ایسا نہیں کہ بغیر پیغمبر بھیجے ہم نے ان پر عذاب نازل کر دیا تو ذکرٰی کے ایک معنی تو کہتے ہیں کہ پیغمبر جو ہے وہ ان کے درمیان **ذِکرٰی** تھا، نصیحت تھا، یاد دہانی تھا پیغمبر نے ان کو بتایا کہ اللہ کا عذاب آنے والا ہے تم اپنے رویوں کو بدل لو ان کے درمیان نصیحت کرتے رہے اور دوسرے معنی کیا ہیں کہ پیغمبروں کو اللہ تعالی نے جو کتابیں دیں وہ ان کے لئے **ذکرٰی** تھا اللہ تعالی نے پیغمبروں پر جو کتابیں نازل کیں وہ ساری کی ساری کتابیں جو تھیں وہ کیا تھیں **ذکرٰی** تھیں **وَمَا كُنَّا ظَٰلِمِينَ** اور ہم ظالم تھوڑی تھے کہ پیغمبر اور کتابیں بھیجے بغیر ان کو ہلاک کر دیتے۔